مرتبہ :- محمد عثمان غنی بی۔اے۔ واہ کینٹ

جلسہ دستار بندی

سلسلۂ تقاریر ۳

# ذکر — شکر — دعا

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ دستار بندی میں ۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء
کو یہ تقریر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے ارشاد فرمائی

★

بزرگان محترم، معزز حاضرین، اساتذہ کرام و طلبائے عزیز!

اللہ تعالیٰ کے اس امت محمدیہ پر بے انتہا احسانات ہیں واقعہ ہے کہ ان کی گنتی اور شمار بھی ناممکن ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ اگر مرغی بناتے، مچھر بناتے، تو ہم کیا کر سکتے تھے۔

پھر آج دنیا میں دہریہ ہیں، کمیونسٹ ہیں، کئی کئی گمراہ ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اللہ نے مسلمان بنایا۔

پھر کئی قسم کے گناہوں میں لوگ مبتلا ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اس نے اللہ والوں کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائی۔ قدرِ نعمت بعد از زوال۔ شکر، ذکر، دعا۔ یہ تین ہی تو قرآن کی اصل تعلیمات ہیں۔ ہماری عبادات میں سے ذکر گیا تو شکر بھی چلا گیا۔ تعلیم دین کی کمی ہے۔ عام انسان نہ اللہ کو پہچانتے ہیں نہ اس کے دین کو اصلی علوم کو بھولے ہوئے ہیں اور دنیوی علوم کو رٹ لیتے ہیں

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حضورؐ کی اتباع ہم پر فرض ہے۔ علم ہی پر اللہ نے ہمیں فوقیت دی۔ عظیم المرتبت صفت علم سے ہمیں نوازا گیا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بیس سال ہوئے پاکستان بنے ہوئے دنیا کی قومیں چاند کو چھو رہی ہیں، ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہیں۔ اور ہمارے نوجوان آج تک رسول اللہ

کے مقام پیدائش سے بھی ناواقف ہیں۔

اپنے بزرگوں کے طفیل اللہ نے ہمیں حج نصیب فرمایا۔ آج لوگ لندن کی سیاحت تو کرتے ہیں مگر حج کو نہیں جاتے۔ سِیْرُوا فِی الْاَرْضِ۔ حج کیلئے اگر جائیں تو وہاں کالے، گورے، امیر غریب، مالکیہ شافیعہ، حنبلی، نقشبندی، سہروردی۔ وہاں سب جمع ہوتے ہیں۔ مختلف لباس پہننے والے چینی، جاپانی، انڈونیشی، ترک، تاتار، انڈین۔ سب ایک ہی قسم کا لباس کفن بردوش عرفات میں ایک ہی صدا بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب مردوں، عورتوں کا ایک ہی لباس ہے اور ایک ہی زبان ہے۔ مگر جونہی حج ختم ہوا، سب اپنے اپنے لباس میں پھر نظر آنے لگتے ہیں۔

اگر آپ امریکہ، فرانس، جرمنی، اٹلی کے حالات کی تحقیق کریں تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ہمارے علماء عرب نے حقیقی تصانیف کیں اور علوم پھیلائے لیکن افسوس کہ جو کل ہمارے شاگرد تھے وہ آج ہمارے استاد ہیں۔ علم اگر ہمارے دوست کے پاس ہے تب بھی اس کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر دشمن کے پاس ہے تب بھی یہ ہماری گم گشتہ متاع ہے۔ لیکن ہم نے یورپین نظام کی نقالی کی اور امریکہ کے نقشِ قدم پر چلے۔ اسلامی نظام سے ہم نے بے اعتنائی برتی۔ مسلمان اللہ کے دین کیلئے لڑتا ہے۔ مگر یورپ نے گذشتہ دونوں جنگیں تہذیب و تمدن کے نام پر لڑیں۔

آج مسلمان کہلانے والوں میں سے اکثریت کا کلمہ ہی درست نہیں ہے۔ میں نے ایک یونیورسٹی کے طلبہ سے مذاق کے طور پر کہہ دیا کہ جو نماز جنازہ یا دعائے قنوت سنا دے تو میں دس روپے انعام دوں گا۔ کوئی بھی نہ تھا جو سنا سکتا۔ ایک استاد نے کہا کہ میں ۳۰ سال سے استاد ہوں۔ سچ کہتا ہوں مجھے بھی دعائے قنوت اور نماز جنازہ میں فرق نہیں آتا۔ عید کی نماز کی تکبیریں ہو رہی ہوتی ہیں۔ اور مسلمان رکوع چلے جاتے ہیں۔

انگریز سے ہم نے کہا تھا ہمارا دین الگ ہے ہمارا تمدن الگ ہے۔ اس لئے ہمیں الگ خطہ حاصل ہونا چاہیئے۔ لیکن جو ہم نے اس خطہ میں اپنے تمدن اور دین کی ترویج و اشاعت کیلئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔

آج دین پر ہی شک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر اعتماد نہیں۔

صحابہؓ پہ اعتراضات، خلفائے راشدین کی تعلیمات کو سکولوں کالجوں کے نصاب سے کھرچ کھرچ کر نکالا جا رہا ہے۔ کیا یہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والوں کو زیب دیتا ہے۔؟

ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہماری قوم ہر شعبہ میں ترقی کرے مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول کو نہ بھولے ؎

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ ! 　　اقبالؒ

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے رات کتنا عمدہ خطاب فرمایا۔ کہ کہ اقوام عالم کی برادری میں اگر قانونِ اسلام کو رائج کیا جاتا تو سارے مسائل حل ہو جاتے۔ نہ نسلی امتیاز رہتا، نہ کالے گورے کی لڑائیاں ہوتیں، نہ کشت و خون ہوتے نہ دنیا بھوکی مرتی نہ روٹی روٹی کی صدائیں آتیں۔ انہوں نے صحیح فرمایا کہ ہمارے نمائندوں کو خوف آتا ہے کہ اگر ہم نے اسلام کی بات کہہ دی تو رجعت پسند کہلائیں گے۔

حضرت الاستاد مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کو خدا دن بدن غیبی امداد سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علوم و فیوض سے طلباء کو جرعہ نوشی کی توفیق عطا فرمائے اور دین کا چرچا اطراف و اکناف عالم میں کرتے پھریں۔ کل سے اتنا عظیم اجتماع ہوا ہے۔ سارے چہرے مشرّع مقطّع نظر آتے ہیں۔ کل ساری رات روحانی علم و عرفان کی بارش ہوتی رہی۔ جو آئے ہیں وہ سیراب ہو کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو تاقیامت قائم و دائم رکھے اور اس کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ماہنامہ
البلاغ
کراچی
سرپرست
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

اس شمارہ میں
۱۔ صنعتی انقلاب ——— اداریہ
۲۔ قرآن اور فلکیات ——— حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ
۳۔ نظمِ قرآن ——— مولانا انظر شاہ کشمیری
۴۔ سخنِ راست ——— خواجہ محمد شفیع صاحب دہلوی
۵۔ تاثرات ملا واحدی ۔ ۶۔ انڈونیشیا میں عیسائیت۔
۷۔ اسلامی مساوات ——— محمد حنیف اللہ پھلواری

البلاغ ——— دارالعلوم کراچی ۱۴